Fikr-o-Nasar (Islamabad) 28-29:4,1-2 (1991)

چودھویں صدی عیسوی میں غرناطہ کا تہذیبی و ثقافتی پس منظر

ڈاکٹر احتشام بن حسن

تاریخی و سیاسی پس منظر

چودھویں صدی کا نصف آخر جس میں ابن خطیب زندہ تھے تمام متمدن دنیا میں ایک انقلابی دور مانا جاتا ہے۔ عالم عربی تنزل و پستی کی طرف گر رہا تھا اور عالم غربی عروج و بلندی کی جانب چڑھ رہا تھا (۱)۔ جہاں تک عالم عربی کی بات ہے وہ دواساسی قسموں پر تقسیم تھا ، ایک مغرب اور دوسرا مشرق ، یعنی وہ شہر جو مصر اور بحر محیط کے مابین واقع تھے مغرب میں شمار ہوتے تھے اور مصر اور اس کے متصل عربی شہر مشرق میں ، اندلسی تہذیب و تمدن کے مراکز طلیطلہ اور قرطبہ وغیرہ تھے اور بیشتر شہر ہائے اُندلس (اشبیلیہ تک) عربوں کے اقتدار سے نکل چکے تھے اور عربوں کی کثیر تعداد مغرب اور افریقہ یعنی مراکش و تونس کی طرف جلاوطن کر دی گئی تھی ۔ اور اب عرب کے زیر نگیں جنوب غربی کا تھوڑا سا رقبہ رہ گیا تھا جو غرناطہ مریتہ اور جبل الطارق کے مابین محصور تھا (۲)۔ اس مختصر سے قطعۂ ارض پر بنوالاحمر حکمران تھے ۔ یہ لوگ حکومت طلبی میں آئے دن آپس میں دست و گریباں رہتے اور کبھی سلاطین مغرب سے بھی ٹکراتے تھے ۔

مغربی اسلامی علاقے خاص کر مسلم اسپین کے تاریخی اور تہذیبی پس منظر پر نگاہ دوڑاتے وقت یہ مسلمہ حقیقت سامنے آ جاتی ہے کہ مسلم تہذیب کا ستارۂ عروج اسپین کی وادی اور صحرا ھی پر نہیں بلکہ تمام خطۂ ارض پر چمکا ۔ اسپین میں نو وارد اقوام میں مسلم بربر اور عرب قوم بھی تھی ۔ عرب قوم سر سبز و شاداب اور زرخیز ممالک یعنی عراق و شام اور مصر سے یہاں آئے تھے ۔ یہ سب اعلی نسلوں سے تعلق رکھتے تھے ۔ اسپین کی سر زمین ان کو بے حد راس آئی ۔ انہوں نے یہاں کی پر سکون فضا میں تہذیب و تمدن کے چراغ روشن کئے اور معاشرہ کو اعلی معیار پر پہنچایا یہاں کی مادی ترقی کے لئے منصوبے بنائے اور ایک ایسی بےمثال حسین دنیا بنانے میں کامیاب ھو گئے جس کو ان کی پیش روگوتھک قوم صدیوں میں بھی نہ بنا سکی ۔ انہوں نے اپنی اعلی دماغی صلاحیتوں سے کام لے کر اس خطۂ ارض کو انتہائی ترقی یافتہ ملک میں تبدیل کرنے کی کوشش کی ۔ زراعت کو فروغ دیا اور معدنیات کے سراغ لگا کر ملک کو قدرتی وسائل اور معدنی ذرائع سے مالا مال کر دیا ۔ ملک کا شمالی حصہ جس پر رومیوں کی حکومت عرصہ تک رھی دوبارہ تعمیر کیا گیا ۔ عرب قوم نے نہ صرف تہذیب و تمدن بلکہ صنعت و حرفت و تجارت کو خاص طور پر شہروں اور قصبوں میں فروغ دیا ۔ بارش کے پانی سے انہوں نے زمین کی آبیاری کا کام لیا اور Mesta کے نیچے کی وادیوں کو آبادکاریوں کے لئے منتخب کیا طلیطلہ Toledo ، سنترا Centra ، قرطبہ ، صیوائل ، مرسیہ ، بلنسیہ اور غرناطہ کی آبادیاں اسی طرز پر بسائی گئی تھیں جن کا حسن اور خوش نمائی آج بھی دنیا میں مشہور ہے ۔ رومیوں کے عہد حکومت میں بھی زراعت پر توجہ دی گئی تھی لیکن عربوں کے جدید ذھن نے زراعت کو مختلف منصوبوں

کے ذریعہ اور مختلف طرز تعمیر کے ذریعہ پورے ملک میں فروغ دیا۔ چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں اور کھیتوں کا ملک ایک شاداب، زرخیز اور لہلہلاتے کھیتوں کی مانند بن گیا (۳)۔ حقیقت یہ ہے کہ پورا ملک مسلمانوں کے دور حکومت میں انتہائی ترقی کے منازل تک پہنچ گیا۔

شروع کے پچاس سال میں مسلمانوں نے ملک کی انتظامیہ بالکل جدید طرز پر قائم کی اور ملک کی اقتصادی اور سماجی ترقی کے لئے قوانین بنائے (۴)، عبدالرحمان اول نے دمشق کی اموی خلافت کے خاتمہ کے بعد اسپین میں اموی عہد حکومت کا آغاز کیا۔ اس نے سڑکوں کی تعمیر کرائی اور مواصلات و مراسلات کے محکمے کھولے اور دارالسلطنت قرطبہ کو خوبصورت عمارتوں اور شاندار محلوں اور پر عظمت مسجدوں سے آراستہ کر دیا (۵)۔

نویں صدی میں تمام حکمرانوں نے انتہائی جانفشانی اور عدل و انصاف کے ساتھ ملک کے تحفظ و انتظام کے لئے کوششیں کیں۔ نئی نئی اسکیمیں چلائیں اور نظام مملکت کو استحکام بخشا۔ سرحدی حملوں اور فسادات کے باوجود عبدالرحمن اوّل نے تیس سال تک نہایت کامیاب حکومت چلائی۔ اس حکمران نے اپنے دور میں ملک کو دنیا کے تمام مہذب اور متمدن ملکوں میں نمایاں کر دیا۔ یونان کے سیاح اور سفیر اس دور میں جب اسپین آتے تو قرطبہ کی خوبصورتی اور وہاں کی دولت کو دیکھ کر دنگ رہ جاتے تھے۔ پانی کا انتظام قرطبہ تک اس طرح کر دیا گیا تھا کہ Sierra Morena سے پائپ لائن بنائی گئی تھی جس کے ذریعہ مختلف سمتوں میں پانی پہنچایا جاتا تھا اور اس کے ذریعہ پبلک حمام میں بھی پانی پہنچانے کا انتظام تھا۔ صفائی کا محکمہ بھی اپنے انتظام کے لحاظ سے عروج پر تھا۔ اس محکمہ کو اموی دربار کے مشیر، مغنّی اور دانشور زریاب نے تشکیل دیا تھا۔ نظام مملکت اس طرح منظم اور مستحکم بنا لیا گیا

تھا کہ زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں تھا جس کو عبدالرحمان ثانی نے نہ سنوارا ہو۔ اس نے لباس اور بود و باش کے مروجہ طریقوں میں اصلاحات جاری کیں اور عباسیوں کے طرز پر دواخانے اور ہسپتال تعمیر کرائے۔ فارسی اور یونانی سے عربی میں کتابیں ترجمہ کرانے کا اہتمام کیا (٦)

دسویں صدی کا آغاز نئی سیاسی اور تمدنی زندگی سے ہوا اور مسلم اسپین کی تہذیب کا ستارۂ عروج عبدالرحمان ثالث کے عہد میں چمکا اس نے نہ صرف یہ کہ اپنی سلطنت کو باقی رکھا بلکہ تہذیب و تمدن کو برباد ہونے سے بچا لیا۔ اس کا عہد حکومت حکم ثانی اور منصور کی طرح کامیاب رہا اس عہد میں اسپین کا کلچر جس اعلی منزل پر پہنچ گیا وہ اس کے دانشمند وزیروں کی خدا داد صلاحیتوں کا مظہر تھا دنیا کے تمام متمدن ممالک کے سفر اء قرطبہ کی عظمت و شان کو دیکھنے پروانہ وار آئے۔ اور عبدالرحمان کا دربار دنیا کے علماء اور فضلاء کا مرکز قرار پایا۔ مختلف ممالک سے بڑے بڑے اسکالر ، ادیب اور شعراء دربار میں آ کر زینت بزم بنے۔ قرطبہ کے سفیر Recelunde نے Liudprand (حکومت جرمنی کے دربار کا مشہور مورخ) کو مشورہ دیا کہ وہ Antapadouis تصنیف کرے فاطمی عہد حکومت کا مشہور جغرافیہ دان ابن حوقل قرطبہ دیکھنے کے لئے آیا اور واپسی پر اس نے وہاں کی اقتصادی خوشحالی پر ایک رسالہ لکھا ، یہودی معالج جو یورپ کے دوسرے ملکوں میں تھے وہاں سے قرطبہ چلے آئے اور یہاں کے میڈیکل کالجوں میں تعلیم دینے لگے (٧)۔

حکم ثانی کا دور اسپین کا عہد زریں کہلاتا ہے۔ اس حکمران کے دور حکومت میں قرطبہ علم کا گہوارہ کہلایا اور اس کو یورپ

کی سر زمین پر ایسا سمجھا جاتا رہا جیسے تاریک سمندر میں Light House۔ اس نے قرطبه کی یونیورسٹی کو اس شان و شوکت سے تعمیر کرایا اور تعلیم و تربیت کا وہ اعلی انتظام کیا که بغداد کی مشہور نظامیه یونیورسٹی اور قاہرہ کی الازہر سب ھی اس کے سامنے ہیچ ہو گئیں ، یورپ کے مختلف ملکوں ، ایشیا اور افریقه سے طلباء محض تعلیم حاصل کرنے کے لئے یہاں جمع ہو گئے ۔ اس کے بعد اس کا بیٹا جانشین ہوا اگرچه وہ اپنے باپ کا بدل نه تھا لیکن اس کا وزیر منصور اپنی صلاحیتوں کے لحاظ سے بہت بلند انسان تھا ۔ اس وزیر نے پورے جوش و خروش سے ملک کی ترقی کے لئے اسی طرح اہتمام کیا جس طرح حکم ثانی نے کیا تھا ۔ اس نے آرٹ ، فن تعمیر اور ادب کی ترقی کے لئے کوشش کی اور عبدالرحمان ثانی کے بنوائے ہوئے الزہراء کے مقابله میں ایک دوسرا حسین شہر زہرہ تعمیر کرایا (۸)۔

یه حالات کے نشیب و فراز قرار دیئے جائیں یا پھر قوموں کے عروج و زوال کی داستان اسی خطۂ ارض (اسپین) پر بدامنی اور شورشوں کے بادل امنڈ آئے اور مقامی گورنروں اور امیروں کو خود مختار ریاستیں قائم کر لینے کا موقع مل گیا بنو حمود ملاغه الجزیرہ کے علاقوں پر قابو پانے میں کامیاب ہو گئے اور امیر المومنین ہونے کا اعلان کر دیا جن کی حکومت کا گیارھویں صدی ھی میں شاہ غرناطه نے خاتمه کر دیا ۔ لیکن خود غرناطه پر سردار زادی مسلط ہو گیا ۔ مغربی اضلاع کے علاقے بنو عباد کے تصرف میں آ گئے ، جن کا آخری بادشاہ معتمد تھا ، اسے یوسف ابن تاشفین نے افریقه کی طرف بھگا دیا تھا ۔ اور سارا گوسا پر بنو ہود بارھویں صدی تک حکمراں رہے ۔ ان بادشاھوں کو ملوک الطوائف کہا جاتا ہے۔ یه حقیقت ہے که سیاسی

نقطۂ نگاہ سے یہ سارے بادشاہ کشمکش کا شکار تھے اور ایک دوسرے سے برسر پیکار تھے ، لیکن علم و ہنر کا مربی اور علماء و فضلا ء کا حامی ان میں کاھر بادشاہ تھا ۔ اشاعت تعلیم اور شعر و ادب کی سر پرستی کرنے میں آ گے بڑھنے کی کوشش بھی ہر ایک کرتا تھا ۔ اکثر حکمران تو خود عالم اور شاعر تھے اور معتمد آخری حکمران نے تو شاعری میں اعلی مقام حاصل کر لیا تھا اور صاحب دیوان ہے (۹) ۔

ان چھوٹی چھوٹی ریاستوں کے حکمرانوں کی باھمی رسہ کشی اور تنازعے نے ان کی ھوا بکھیر دی اور عیسائیوں کو ان کے علاقوں پر یلغار کرنے کا اچھا موقع مل گیا اور کچھ ناعاقبت اندیش حکمرانوں کے عیسائیوں سے گٹھ جوڑنے ان کے حملے کی مزید رہ ھموار کر دی نتیجہ یہ ھوا کہ فرڈیننڈ کے حملہ سے کئی اچھے مقامات ان سے چھن گئے ، مغرب میں مسلمانوں کے ساتھ عیسائیوں کی ان ریشہ دوانیوں سے مشرقی ایشیا کے عرب بالکل بےخبر یا بے پرواہ تھے ، البتہ مغرب کے صحرائی قبائل مسلمانان اسپین کی نصرت و اعانت کرتے رھتے تھے اس خدمت میں گو ان کی ھوس ملک گیری بھی کار فرما تھی چنانچہ جس وقت مسلمانان اندلس نصاریٰ کے پیہم حملوں سے موت و بیم سے دوچار تھے ، اس وقت وھاں وحشی قبائل کی ایک جماعت تیار ھو چکی تھی جن کو اغیار کی حکومت فطری طور پر ناگوار اور گراں گزرتی تھی ۔ یہ قبائل نسلاً بربر تھے ۔ یہ اپنے مذھبی لیڈروں کی قیادت میں جنھیں یہ مرابط کہا کرتے تھے ، ان عیسائی حکمرانوں کو جو مسلمانوں کے پیچھے پڑے ھوئے تھے اور ان کے علاقے چھیننے میں لگے ھوئے تھے ، پسپائی کے گھاٹ اتار تے ھوئے یہاں اپنی سلطنت قائم کرنے میں کامیاب ھو گئے ۔ ان کا مایہ ناز لیڈر یوسف بن

تاشفین تھا جو گیارھویں صدی میں ھسپانیہ کی طرف آیا ، اور اسی صدی میں وہ اندلس بھی آیا جہاں اس کی قوت و شوکت اور اس کا عروج دیکھ کر اشبیلیہ اور غرناطہ وغیرہ کے مسلمان سلاطین اس کی طرف جھک پڑے اور اس سے عیسائیوں کے مقابلہ میں مدد و اعانت کی درخواست کی ، بلکہ معتضد شاہ اشبیلیہ نے اپنے ملک کا زرخیز صوبہ شہر الجزیرہ اس کے سپرد کر دیا تاکہ وہ کسی طرح مسلمانان اسپین کی مدد کے لئے آ جائے ۔

یوسف بن تاشفین ، بانئی فرقہ مرابطین اعلی درجہ کا متقی ، عالی حوصلہ اور حکومت و سیاست کے امور کا ماہر شخص تھا (۱۱) ۔ وہ نہایت باوقار اور صاحب دبدبہ شخص تھا جس کی وجہ سے اس کی رعایا اور جماعت اس پر دل و جان سے فدا تھی ۔ مرابطین اس کے ہر حکم کی نہایت خلوص کے ساتھ اطاعت کرتے تھے ۔ جو علاقے اس کی حکومت کے قبضہ میں تھے ان میں قرطبہ ، ملاغہ ، غرناطہ اور اشبیلیہ بھی تھے (۱۲) ۔

اندلس کے ممالک کو مسخر کر چکنے کے بعد ابن تاشفین کو عیش و عشرت کی زندگی گزارنے کا خیال پیدا ھوا ، اور اب اسے مسلمانوں اور دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت سے کوئی دلچسپی باقی نہ رھی ۔ اور دوسری طرف مسلمانان اندلس بھی اس مطلق العنان بادشاہ اور اس کی حکومت سے نجات حاصل کرنے کی فکر میں تھے ۔ آخر خود ھی یہ بادشاہ بارھویں صدی عیسوی کے اوائل میں اس دار فانی سے رحلت فرما گیا (۱۳) ۔

گیارھویں صدی میں بعد وفات ابن تاشفین محمد بن عبداللہ بن تومرت نامی شخص نمودار ھوا اور مرابطون کے خلاف اپنی عرصہ دراز سے پرورده رنجش اور ان کا تختہ اُلٹنے کی خواھش پوری کرنے میں

کامیاب ہوا یعنی مرابطون سے مقابلہ میں کامیاب ہو گیا ۔ یہ شخص پہلے جامع قرطبہ کی کسی ادنی خدمت پر مامور تھا ۔ بعد میں تعلیم کے لئے وہ بغداد چلا گیا ۔ وھاں امام وقت محمد بن محمد غزالی سے علم حاصل کیا جب وہ مغرب سے واپس آیا تو اپنے استاد غزالی کے عقائد کو اس ملک میں پھیلانے لگا ۔ مراکش میں قیام پذیر ہو کر مرابطین کی حکومت کے زوال کی تدبیریں کرنے لگا ۔ اس نے اپنے آپ کو مہدی موعود بتایا ۔ تھوڑے ھی عرصہ میں مریدین کا ایک حلقہ اس کے ارد گرد رھنے لگا اور عبدالمومن ایک مالدار سوداگر کے بیٹے کو اپنا خلیفہ بنا لیا ۔ اس کے مریدین اپنے آپ کو موحدین کہتے تھے (۱۳) ۔

ان موحدین کی طاقت بتدریج بڑھتی گئی اور تھوڑے ھی عرصہ میں انھوں نے مرابطی حکومت پر قبضہ جمالیا ۔ لیکن اس دوران انھیں کافی مصائب اور دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا ۔ اس حکومت کے لئے سب سے زیادہ مددگار جو شخص ثابت ہوا وہ عبدالمومن تھا جو سپہ سالاری کے امور میں ماہر و باھر تھا ۔ اسی نے مرابطون کے گھنٹے ٹکا دیئے اور عیسائیوں سے بہت سے علاقے چھین لئے اور اسپین پر حملہ کر کے بیشتر حصوں پر قبضہ جما لیا ۔ ۱۱۶۰ء کے حملہ میں شہر غرناطہ کو مسخر کر لیا ۔ عبدالمؤمن کے بعد اس کے کئی جانشین یکے بعد دیگرے آئے گئے ، اور کافی عروج حاصل کر لینے کے بعد بالآخر اُندلس سے یہ حکومت بھی تیرھویں صدی کے وسط کے قریب یعنی ۱۲۳۲ء میں ہر کمالے را زوالے کا شکار ہو گئی (۱۶)۔

قرب و جوار کے عیسائی حکمرانوں نے اس موقع کو پھر غنیمت جان کر عربی حکومت پر دست داریاں شروع کر دیں اور بعض خطوں پر جہاں ان کو کامیابی نظر نہ آئی تھی مسلمان حکمرانوں سے ساز

باز کر کے کامیابی حاصل کرلی ۔ یہ بات غالباً ایک سانحہ سے کم نہیں ہے کہ اُندلس کے قدیم مسلمانوں نے اپنے ان نئے حاکموں (موحدون) کے خلاف ہتھیار اٹھائے اور موحدین کے اس لشکر پر حملہ کر دیا جو مملکت اندلس میں بطور محافظ سپاہ کے موجود تھا ۔ یہ بغاوت مسلمانوں کے حق میں اچھی ثابت نہیں ہوئی کیونکہ موحدین کی حکومت سے آزادی حاصل کرنے کے بعد انہیں دشمنوں کو راستے سے ہٹا دینا چاہئیے تھا اور پھر تمام مملکت اندلس کی ایک مرکزی حکومت قائم کرتے جو ان کے فوائد کا بخوبی تحفظ کر سکتی ۔ مگر وہ ایسا کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے ، بلکہ بجائے ایک متحدہ قوت ہونے کے ہر ذی اقتدار حاکم اپنے زیر اثر علاقہ اور صوبہ کا خود سر بادشاہ بن بیٹھا اور اس طرح اسپین کی واحد اسلامی ریاست متعدد چھوٹی چھوٹی سلطنتوں میں تقسیم ہو گئی ۔

ان خود سر امیروں میں محمد الاحمر سب سے زیادہ خوش نصیب حکمران ثابت ہوا ہے جس نے ایسی سلطنت کی بنیاد ڈالی جو ۱۲۳۸ء سے لے کر ۱۴۰۲ء تک عربوں کی تہذیب و تمدن کا مرکز بنی رہی ۔ یہ غرناطہ کے حکمرانوں کا آخری خاندان تھا جو ,, دولت نصریہ ،، کے نام سے بھی جانا جاتا ہے (۸۲) ۔

محمد نے جس زمانہ میں حکومت کی ذمہ داریاں سنبھالیں اس وقت انتشار وبحران پھیل چکا تھا ۔ بنو مرداس بلنسیہValancia اور بنو ہود مرسیہ Murcia پر اپنا تسلط جما رہے تھے اور بالآخر مشرقی حصہ پر قبضہ جمانے میں کامیاب ہو گئے تھے ۔ بنو نصر نے بھی ان قبائل کی دور اندیشی اور چابکدستی سے فائدہ اٹھایا ۔ اس قبیلہ کے سردار محمد بن احمر جو اس وقت قرطبہ کے علاقہ میں ارجونا کی فوج کے کمانڈر تھے ، موقع سے فائدہ اٹھانے کے لئے صیوائل کو حاصل کرنے کی

غرض سے بنو حمود کے خلاف قسطالیہ کے Ferdinand کے ساتھ خفیہ سمجھوتہ کر لیا اور اس طرح قاروسہ اور دوسرے مقامات بھی اس کے تصرف میں آ گئے اور اس کی مدد سے آخر کار ۱۲۳۷ء میں غرناطہ فتح کر کے اپنا دیرینہ خواب پورا کیا ۔ غرناطہ فتح ہونے کے بعد محمد بن احمر نے اپنی خود مختار بادشاہت کا اعلان کیا اور غالب باللہ کا لقب اختیار کیا (۱۸) ، اور اسی شہر میں اپنے لئے ایک قلعہ اور ایک عالیشان محل (الحمرا) بنوایا (۱۹)۔

آہستہ آہستہ غرناطہ کے حدود انتہائی مختصر عرصہ میں وسیع ہو گئے اور دو مساوی پہاڑیاں اس کی حدیں قرار پائیں Darro Genil میدان اور الباسین اور الحمراء جنوب اور شمال کے علاقے تھے Vega کا میدان قدرتی حسن کاری سے معمور تھا ۔ ہر طرف شادابی و رعنائی نظر کو سکون دیتی تھی ۔ فضا دلکش اور طرب انگیز تھی ، خاص طور پر دمشق کی طرح تاحد نظر جھیلیں پھیلی ہوئی تھیں جن سے اس علاقہ میں کیف محسوس ہوتا تھا ۔ تقریباً ایک لاکھ اشخاص جن میں ماہرین سائنس ، آرٹ علم و فضل ، اور ادیب و شاعر عیسائیوں کے جبر و تشدد سے مجبور و تنگ آ کر غرناطہ کے حسین شہر میں آ کر آباد ہو گئے تھے ۔ محمد نے اپنی رھائش کے لئے الحمراء نامی ایک اعلی شاھی محل جنوب مشرقی پہاڑیوں پر تعمیر کرایا تھا جھاں سے شہر کی بکھری ہوئی دلکش بستی نظر آتی تھی۔

آنے والی صدیوں میں بھی اس محل کی آرائش و تزیین ہوتی رھی خاص طور پر اس خاندان کے ایک حکمران یوسف اول نے اس محل کی تزیین اور خوشنمائی میں اور چار چاند لگا دیئے ۔

محمد بن احمر کے دور میں غرناطہ کے حدود کو اس لئے وسعت نہ حاصل ہو سکی کیونکہ پڑوس کی عیسائی حکومتوں کے متواتر

حملہ کا سامنا رهتا تھا ، اس لئے بجائے حدود مملکت کو بڑھانے کے مستحکم بنانے کی پیہم کوشش کرنی پڑی جس کے نتیجہ میں غرناطہ کی حکومت تقریباً سوا دو سو سال تک تباہ کن انقلابات سے بچی رهی ۔

غرناطہ کا یہ حــاکم (محمد بن احمر) صرف ایک جرنل هی نہیں بلکہ ماهر سیاسیات اور منتظم مملکت بھی تھا ، اس نے اکثر موقعوں پر اپنی حکومت کی بقاء و حفاظت کی خاطر مسلمانـوں کے خلاف عیسائی حکمرانوں کو مدد بھی دی اور اس مہلت میں اپنی فوجی طاقت کو اس لائق بناتا رھا کہ وہ تنہا عیسائی حکمرانوں کے حملہ کو ناکام بنا سکے اس کی یہ مصلحت اندیشـی اور سیاسـی حکمت عملی برابر کامیاب هوتی رهی اس نے قشطالیہ کے عیسائی حکمراں پر کبھی اعتماد نہیں کیا اور همیشہ اس سے هوشیار رها ۔ اس نے اپنے مختصر عہد حکومت میں اپنے ملک کے سرحدی علاقوں میں فوجی قیام گاهیں اور مضبوط قلعے جبل طارق تک بنوائے اور بہت سے بوسیدہ اور مسمار شدہ قلعوں کی دوبارہ مرمت کرا کے ان کو فوجی اڈہ بنایا (۲۰)۔

۲۴ ۔ ستمبر ۱۲۷۲ء میں محمد بن احمر جو عیسائیوں سے مردانہ وار مقابلہ میں همہ تن مصروف تھا یہ کام اپنے بعد میں آنے والوں کے لئے چھوڑ کر رخصت هو گیا ۔ یہ بنو نصر خاندان کا پہلا حکمراں تھا جس نے بہت کامیابی کے ساتھ اس پر آشوب دور میں حکومت کی ۔ اس نے اکثر نازک موقعوں پر مسلمانوں کی عزت ووقار کو برقرار رکھا سیاسی تدبر اور نظم مملکت کے علاوہ وہ ایک عالم اور ادیب بھی تھا اس کو مطالعہ کا بہت شوق تھا ، علماء وادباء کا بےحد احترام کرتا تھا ، علوم کی ترقی و ترویج کے لئے اس نے بہت اهم کام کئے ۔

غرناطہ میں ماہرین فن اور علماء کو سلطنت کی طرف سے گراں قدر وظائف ملتے تھے ۔ ان کے یہ خدمت سپرد تھی کہ وہ عملی پیشوں اور دستکاریوں پر مفید کتابیں تصنیف کرتے رہیں ۔ فقہا یعنی علمائے دینیہ کا رسوخ بہت بڑھا ہوا تھا ۔ نابغۂ روزگار علماء کو عہدے بھی عطا کئے جاتے تھے جیسا کہ ابو الحجاج یوسف بن اسماعیل (م: ۱۳۵۴ء) نے لسان الدین ابن الخطیب مورخ کو وزارت کا عہدہ عطا کیا تھا (۲۱) ۔

ان حکمرانوں نے عبادت و طاعت کے لئے باضابطہ احکامات جاری کئے تھے ۔ تو ہمات اور خرافات جو اس سے پہلے رائج تھیں ان کا خاتمہ کر دیا تھا ، مثلاً ان سے پہلے یہ رسم چلی آ رہی تھی کہ وہ مردوں کو بہت سے تعویذ اور ہار پھول پہنا کر دفن کیا کرتے تھے ۔ ان سلاطین غرناطہ نے یہ خلاف سنت طریقہ ختم کر دیا ۔ تعزیرات جاری کرنے کا ڈھنگ بھی بالکل الگ تھا ۔ جو پہلے کے حکمرانوں سے بالکل مختلف تھا ، یعنی جلاوطن کئے جانے وغیرہ کی سزا کے بجائے مجرم کے لئے سزائے قید کا رواج قائم کیا اور ان سے جیل خانوں میں کسی نہ کسی قسم کا کام لیا جاتا تھا (۲۲)۔

اس اجمالی تعارف سے یہ اندازہ بخوبی ہو جاتا ہے کہ سلطنت غرناطہ حکمرانوں کے ذاتی حالات سے قطع نظر ، ان مذکورہ خدمات نافعہ اور امور جلیلہ کے لحاظ سے تاریخ عالم کی حکومتوں میں نہایت ھی لائق تحسین اور قابل تعریف حکومت رہی ہے۔

غرناطہ : طبعی و جغرافیائی خصوصیات :۔

عالمی تہذیب کی ترقی اور معیاری تمدن کی تشکیل کے سلسلے میں بعض مقامات کو ابدی شہرت و عظمت حاصل رہی ہے اسپین کی سر زمین جب مسلمانوں کے زیر نگیں آئی اور مشرق و مغرب کی

مختلف النسل قبائل میں باھمی ارتباط کا موقعہ آیا تو تہذیب و تمدن اور صنعت و حرفت کے نئے دروبام آراستہ ہو گئے قرطبہ ، اشبیلیہ اور غرناطہ جیسی بستیاں گہوارہ علم و ادب اور مرکز تہذیب و تمدن بن گئیں ـ موسی بن نصیر کے فرزند عبدالاعلی نے اسپین کے اس خطہ کو جس کا نام ,,البیرہ ،، تھا ھسپانوی زبان میں Elvira ۹۳ ھجری مطابق ۷۱۱ عیسوی میں فتح کیا ـ یہ شہر رومیوں کا آباد کردہ تھا اس میں ایک علاقہ غرناطہ کے نام سے پکارا جاتا تھا ـ پرانا شہر امتداد زمانہ کے ھاتھوں آھستہ آھستہ ختم ہو گیا اور اس کی جگہ غرناطہ کے نام نے لے لی ـ مسلمانوں کے عہد حکومت میں ۵ ویں صدی ھجری (۱۲ صدی عیسوی) میں یہ ایک صوبہ بن گیا ـ جس کی آبادی ۱۳ ویں صدی عیسوی میں ۴ لاکھ ۴۴ ہزار نفوس تک پہنچ چکی تھی ـ (۲۳)

ابن الخطیب کے بقول (۲۴) اس شہر کا نام غرناطہ اور بعض کے نزدیک اغرناطہ اصلاً اسپین کے ایک صوبہ البیرۃ کا ایک قدیمی شہر تھا ، جو اسپین کے صوبوں میں سب سے بڑا صوبہ تھا رومیوں کی قدیم تاریخ میں یہ علاقہ ,,سنام الاندلس ،، کے نام سے بھی موسوم تھا ـ اس صوبہ کا ایک شہر قسطیلیۃ کے نام سے پکارا جاتا تھا شہر غرناطہ البیرۃ کی اصل آبادی سے آٹھ میل دور آباد تھا ، قرطبہ اس کے جنوب مشرق میں ۴۸ میل کے فاصلہ پر واقع تھا کوھستانی سلسلہ غرناطہ سے مشرقی و جنوبی سمت میں چلا گیا ہے ,,جبال البراجلہ ،، اس کے مشرق و جنوب کے درمیان واقع ھیں اور کنبانیۃ (میدان) اس شہر کے مغرب اور جنوب کی سمت میں ہے ، غرض ساحل کی قربت کی وجہ سے ساحلی مقامات کے خوش رنگ تازہ پھلوں کا خرمن اور بحری قافلوں کی گزرگاہ ہے ـ یہ علاقہ برحد سر

سبزوشاداب ہے۔ کنبانیہ اور براجلات کی وجہ سے میوہ جات کے علاوہ گیہوں اور دیگر غلوں کی پیداوار کثرت سے ہوتی ہے۔ دنیا کے مشہور برفستانی پہاڑوں میں ایک کوہ ,,شلیر،، (٢٥) بھی ہے جس پر موسم گرما و سرما میں برابر برف جمی رہتی ہے۔ یہ پہاڑ غرناطہ سے ٦ میل جنوب میں واقع ہے، دامن کوہ سے جابجا چشمے نکلتے ھیں اور اس کی آبشاروں سے ٣٦ دریا نکلے ھیں۔ ان طبعی اور جغرافیائی خصوصیات کی وجہ سے غرناطہ کی آب و ہوا صحت مند ہے مرغزاروں اور باغوں کی کثرت کی وجہ سے ہر طرف سرسبز و شاداب علاقوں کی کثرت ہے یہاں کے باشندے خوب رو، تنومند اور دلیر و جفاکش ہوتے ھیں۔ غالباً انھیں خصوصیات کی بنا پر ابن غانیۃ نے مرابطین کو مخاطب کر کے کہا تھا:

اُندلس مثل ڈھال کے ہے اور غرناطہ اس کا دستہ ہے۔ اے مرابطین کی جماعت! اگر تم دستے کو مضبوط پکڑے رہو گے تو پھر ڈھال تمہارے ھاتھوں سے کبھی نہیں نکل سکتی،، (٢٦)۔

قاضی ابوبکر بن شیریں نے اپنے چند اشعار میں غرناطہ کی سردی کی تعریف کی ہے:

رعی الله من غرناطة متبوأ
لیُسر کئیباً أویجیر طــــریدا
تبرّم منها صاحبی عند ما رأی
مسارحهـا بالبرد عُدن جلیــدا
هی الثّغر صان الله من أهلت به
وماخیر ثغر لاتکون برودا

(خدا غرناطہ کو محفوظ رکھے۔ یہ ایسی جگہ ہے کہ یہاں غمگین کو مسرت اور جلاوطن کو پناہ ملتی ہے، میرا دوست اس منظر کو

دیکھ کر گھبرا اٹھا کہ تمام چراگاھیں سردی سے برفستان ھو گئیں ۔ غرناطہ ایک ثغر (سرحدی مقام) ہے خدا اس کے ساکنین کو محفوظ رکھے اور جو ثغر (دانت) اولوں کی طرح نہ ھو وہ خوشنما نہیں ھوتا)

کاشتکاری کو بےحد فروغ حاصل رہا ۔ زرخیزی میں سوائے دمشق کے اسلامی عہد حکومت میں کوئی اس کے برابر نہیں ۔ غلہ کے علاوہ گنے کی کاشت بہت اچھی ھوتی ۔ معدنیات میں بھی یہ علاقہ خداداد تھا ۔ سونے ، چاندی ، سیسہ ، توتیا اور لوھے کی بیش بہا کانیں یہاں موجود تھیں مقام دلایۃ (موجودہ Dahas) میں یکنجوج نام کی ایک لکڑی پیدا ھوتی ہے جس کی خوشبو عود ھندی سے کہیں زیادہ ھوتی ہے ,,کوہ شلیر ،، پر سنبل کثرت سے پیدا ھوتے ھیں جنطیانا ایک مشہور درخت ھوتا ہے جس میں تریاق کی تاثیر پائی جاتی ہے ۔ اس کے علاوہ قرمز ، جڑی بوٹیاں اور معدنی اور نباتی دوائیں بہ کثرت پیدا ھوتی ھیں ۔ ریشم کی پیداوار بھی بکثرت ھوتی ہے ۔ زرعی اور معدنی اشیاء کی فراوانی کی وجہ سے غرناطہ کے باشندے دولت و ثروت سے مالا مال تھے ۔ اسپین کا ایک مورخ ابو مروان بن خلف حیان (۳۷۷ ۔ ۴۶۹ ھ) وھاں کی کثیر دولت کا ذکر ان الفاظ میں کرتا ہے :

,,شہر کی جامع مسجد کے دروازے کے قریب ھر وقت ایسے پچاس گھوڑے جمع رہتے تھے جن کی لگاموں کے دھانے تمام تر چاندی کے ھوتے تھے کیونکہ وھاں رؤسا بکثرت آباد تھے ان کی عالیشان عمارات اور محلات اور جامع مسجد کی عالیشان عمارت ان کے تمول کی مظہر ھیں ،، (۲۷)۔

لسان الدین ابن الخطیب غرناطہ کی منظر نگاری ان الفاظ میں کرتا ہے :

بلدیحف به الریاض کأنه

وجه جمیل والریاض عــذاره

وکأنما وادیه معصــم غادة

ومن الجسـود المحکمات ســواره

غرناطه ایک ایسا شہر ہے کہ جس کے چاروں طرف باغ ھی باغ ھی باغ ھیں گویا وہ کسی حسین کا چھرہ ہے اور باغ اس کے رخسار ھیں اور اس کی وادی کسی نازک اندام کی کلائی اور اردگرد کے مستحکم پل اس کے کنگن ھیں ‘‘۔

غرناطه کی ساری فضا نغمه پرور اور دلکش منظر سے معمـور معلوم ھوتی تھی۔ شاعروں کے الفاظ میں یه جگه ,,جنت ارضی ‘‘ سے کم نه تھی ۔ یه ممکن ہے که بعض شعراء نے بعض قدرتی مناظر کو مبالغه آرائی سے پیش کیا ھو لیکن اس خیال سے غرناطه کی پر بہار فضا کو کسی طرح بھی جغرافیائی اسباب و عوامل اور اثرات سے مثتنیٰ نہیں کیا جا سکتا ۔ اسپین اپنے جغرافیائی حدود کے لحاظ سے اٹلی اور سوئٹزرلینڈ کی آب و ھوا اور قدرتی مناظر سے کسی طرح کم نہیں ہے۔ غرناطه کی توصیف میں ایک اور شاعر ابوالحجاج یوسف بن سعید بن حبان کہتا ہے :

احسن الی غرناطه کلما هفّت

نسیمُ الصبا تهدی الجوی وتسوّق

سقی الله من غرناطة کل منهل

بمنهل سحب ماؤهن هریق

دیار یدور الحسن بین خیامها

وأرض لها قلب الشّجیّ مشوق

أغرناطة العُلیا بالله خبری

اللهائم الباکی الیک طریق

غرناطه اپنی نفاست و پاکیزگی کی وجہ سے عروس البلاد کہلاتا تھا ۔ ابن بطوطہ اس شہر کی تعریف میں لکھتا ہے :

ھی قاھرة بلاد الاندلس و عروس مدنها وخارجها لا نظیرله فی الدنیا وھو مسیرة اربعین میلا یخترقه نهر شنیل المشهور ، وسواہ من الانهار الکثیره ، والبساتین الجلیلة والجنّات والرّیاضات والقصور و الکروم محدقة بها من کل جهة (۲۹)۔

(یہ غرناطہ اندلس کا دارالسلطنت ہے اور اندلس کے شہروں میں دلھن ہے حسن و خوبصورتی میں اس کی نظیر ملنا محال ہے ، اس کا رقبہ چالیس میل ہے۔ مشہور دریائے شنیل اس کے پاس سے گزرتا ہے اس کے علاوہ اور بہت سے دریا اور ندیاں ھیں ۔ بڑے بڑے باغات اور سبزہ زار اور محلات یہاں موجود ھیں انگوروں کی بیلیں دور دور تک پھیلی ہوئی نظر آتی ھیں)

علامہ شقندی اسے اندلس کا دمشق کہتا ہے۔ ابو جعفر الغرناطی کہتا ہے :

ھی الفروس فی الدنیا جمـــا

لساکنها ، کارهُها البعوض (۳۰)

یہ خطہ ساکنان شہر کے حسن و جمال کے سبب فردوس بریں ہے اور اس سے نفرت کرنے والا حقیر مچھر ہے)

زراعت

دیہی علاقوں میں کثرت سے کسان آباد ہوئے تھے جو خود اپنی کاشت کرتے ، ان کی زمینیں امراء و سلاطین کی عطا کی ہوئی ہوتی تھیں ۔ اراضی کی تقسیم دو طرح پر تھی ایک تو وہ اراضی تھی جو امرا و سلاطین کی ملکیت تھی جس میں حسین باغات لگائے جاتے تھے اور اکثر پھلوں کی کاشت ہوتی جن میں انگور کی کاشت عام تھی ۔

کوئی حصه زراعت سے کبھی خالی نہیں رهتا تها ۔ ان باغات اور اراضی میں جگه جگه عالیشان عمارات ، برج ، وسیع خرمن ، کبوتر نیز دیگر پالتو جانوروں کے لئے چراگاهیں هوتی تهیں ۔ ان میں خاص کر دار هذیل دار ابن مرضی، داربیضاء ، دارسفیات۔اوردار نبله ان کے علاوه باقی اراضی رعایا کی ملکیت تهی جو خود کاشت کاروں کے خوردو نوش کا ذریعه تهی ایسے وسیع قطعات باسٹھ هزار سے زائد تهے جن میں سے هر بڑے قطع کی قیمت تقریباً ۲۵ طلائی دینار هوا کرتی تهی ۔ ان کے علاوه شاهی اراضی اور املاک جو مساجد اور رفاه عام کے لئے وقف تهیں ان کی مجموعی تعداد تقریباً ۵ لاکھ ساٹھ هزار هوتی تهی ۔ شاهی اراضی کی سالانه غله کی پیداوار تین لاکھ قدح سے زائد تهی (۳۱)۔ اس زمـــانه میں آٹا پیسنے کے لئے پن چکیوں کا بهی رواج تها ۔ غرناطه کی شهر پناه کے اندر اور باهری علاقوں میں ۱۳ ایسی پن چکیاں چلتی تهیں ۔ (۳۲)

غذا

غذا میں عام طور پر عمده گیہوں سال بهر تک استعمال هوتا مگر بادیه نشین اور مزدور موسم سرما میں عربی جوار اور چنا ، مٹر اور مسور وغیره کهاتے تهے ۔ میوه جات اور پهل به افراط ملتے تهے انگور نصف سال تک ملتا تها ۔ انجیر ، منقی ، سیب ، انار بلوط ، ناریل بـــادام اور مـــیوه جـــات خشـــک و تر هـــر مـــوسم میں بلا استثنأ ملتے تهـے (۳۳)۔

حلیـــه

لوگوں کا رنگ عام طور پر سرخ و سپید هوتا تها ۔ ناک متوسط قدرے بلند قد میانه پستی کی طرف مائل ۔ بال کالے اور لانبے گفتگو میں عـــام طور پر فصیح عربی بولتے ۔ مخارج کو اکثر گهٹا کر باتیں کرتے تهے نـزاعی معاملات میں نهایت خودار رهتے تهے ۔ (۳۴)۔

موسم سرما میں عام طور پر رنگین پوشاک زیب تن کرتے ـ کتان ریشم سوت اور موعر کے کپڑے پہنتے امارت اور مرتبے کے لحاظ سے کپڑوں میں فرق ہوتا ـ موسم گرما میں افریقی چادریں ، تیونسی کرتے اور لنگیاں استعمال کرتے تھے ـ عمامہ کا عام رواج نہیں رہا تھا ـ خال خال لوگ مثلاً شیوخ علماء و قضاۃ اور عربی فوج کے سردار عمامہ استعمال کرتے تھے ـ البتہ عصا رواج میں تھا لیکن اس کی ساخت میں جدت یہ تھی کہ بید کی لکڑی سے بنائے جاتے تھے خاص طور پر ,,امداس،، کی چھڑیاں مشہور و مقبول تھیں ـ فرانسیسی ساخت کی کمانیں اور تیر ہمیشہ ساتھ رکھتے ، جن سے تیر اندازی کی مشق کرتے ـ تہواروں میں اقتصادی منفعت کو فوقیت دی جاتی تھی ـ بازاروں کی نمائش، زیب و زینت کے ساتھ ساتھ صنعت کاری کی اشیاء اور آلات کی خرید و فروخت بھی انہی موقعوں پر عمل میں آتی (۳۵) ـ

زیورات

سونے کے زیورات میں گلے کے ہار ، کنگن ، بالیاں اور پازیب خوشحال طبقے میں استعمال کئے جاتے دوسرے طبقہ کے لوگ پاؤں کے اکثر زیورات چاندی کے استعمال کرتے تھے ـ عمدہ قسم کے بیش قیمت جواہرات یاقوت ، زبر جد وغیرہ امراء اور ارکان دولت بکثرت استعمال کرتے تھے ـ بیگمات حسن و جمال میں شہرۂ آفاق حیثیت کی مالک ہوتی تھیں ، نازک اندام ، گیسودراز ، دُردندان ، عنبرفشاں ، سبک رفتار ، خوش گفتار اور عام طور پر نیک کردار ہوتی تھیں ـ ان کی زیب و زینت ، آرائش زرین ملبوسات ، رنگیں پوشاک اور بو قلموں زیورات سے ہوتی تھی ـ

سکے

کاروبار میں زرمبادلہ سونا اور چاندی کے سکے تھے درہم مربع شکل ہوتے تھے جن کا وزن عہد موحدین سے ابو عبداللہ محمد بن تومرت المعروف المہدی کے مقرر کردہ وزن کے مطابق ہوتا تھا یعنی ایک اوقیہ چاندی میں ستر درہم بنائے جاتے تھے ۔ درہم پر مختلف ادوار میں مختلف عبارات کندہ ہوتی تھیں ۔ تیرھویں صدی میں درہم پر ایک جانب کلمۂ توحید اور دوسری جانب لاغالب الا اللہ غرناطہ ، منقوش ہوتا تھا ۔ نصف درہم کو قیراط کہتے تھے اس کے ایک رخ پر الحمدللہ رب العالمین اور اس کی پشت پر ,,وما النّصر الامن عنداللہ ،، مرقوم ہوتا تھا اور نصف قیراط بھی بنتا تھا جس کے ایک جانب ھُدی اللہ ہوالھدی ، اور دوسری جانب العاقبۃ للتقوی درج کیا جاتا تھا ۔ دینار کا وزن $\frac{٦}{٤٠}$ اوقیہ ہوتا تھا ، اس کے ایک طرف قل اللھم مٰلک الملک بیدک الخیر اور اطراف میں والھکم الہ واحد ، لا الہ الاھوالرحمن الرحیم دوسری طرف الامیر عبداللہ یوسف بن امیر المسلمین أبی الحجاج بن امیر المسلمین ابی الولید اسماعیل بن نصر أیّد اللہ امرہ اور اطراف میں لاغالب الا اللہ تیرھویں صدی عیسوی کے آخری ربع میں دینار کے ایک رُخ پر یایھا الذین آمنوا الصبروا و صابروا و رابطوا واتقوا اللہ لعلکم تفلحون اور حاشیہ پر ,,لاغالب الا اللہ ،، دوسرے رُخ پر الامیر عبدالغنی باللہ محمد بن یوسف بن اسماعیل بن نصر أیدہ اللہ وأعانہ اور اس کے ربع دائرہ میں بمدینۃ غرناطہ حرسھا اللہ لکھا جانے لگا تھا (٣٦)۔

فوجی نظام

غرناطہ کی فوج دو قسم کی تھی ، ایک اندلسی سپاہ پر مشتمل تھی اور دوسری طرف بربری نسل کی سپاہ پر ۔ ان کا سالار ان کے

خاندان کا کوئی لائق و معتمد شخص ہوتا تھا جس کو بادشاہ خود منتخب کرتا تھا ۔ احمد بن موسی کا بیان ہے کہ فوج کے دو حصے ہوتے تھے ایک غازیوں کا دوسرا مقمین کا ، غازی کو اپنی جنگی خدمت انجام دینے کی وجہ سے دو سو دینار ملتے تھے اور مقیم سال میں تین ماہ تک بلا کسی معاوضہ کے رهتا تھا اس کی مدت ختم ہوتے ھی اس کو کسی غازی کی جگہ مامور کر دیا جاتا جو اس کے خاندان کا ھوتا تھا ۔ غازی تین ماہ تک آرام کرتا ، غازی معاهدین کے بھائی اولاد اور برادرعم زاد کو جو شامی فوجوں میں ہوتے انھیں اختتام جنگ پر دس دس دینار دیئے جاتے تھے ۔ معاهدین کا یہ فرض تھا کہ وہ سپہ سالار کے ساتھ رہ کر ان لوگوں کے حالات کی تحقیقات کیا کریں جو جنگی خدمات میں اپنے آپ کو انعام و اکرام کا مستحق بنائے چنانچہ معاهدین کے اعزاز کی بنا پر جس جس کی وہ سفارش کرتے تھے انھیں صلہ و انعام دیا جاتے تھا ان معاهدین کی خدمات صرف فوج سے متعلق تھیں جو شامی غازی معاهدین کے خاندان سے نہ ہوتے انھیں اختتام جنگ پر پانچ پانچ دینار ملتے تھے ۔ باشندگان شہر میں سے بجز معاهدین کے کسی کو کچھ نہیں دیا جاتا تھا ۔ (۳۷)

محاسب اور منشی خاص کر شامیوں میں سے ہوتے تھے ، تمام شامیوں کی عشر (زمین کی پیداوار کا دسواں حصہ) کی ادائیگی سے آزاد کر دیا گیا تھا ۔ البتہ جنگی خدمات کے لئے انھیں ھر وقت آمادہ و مستعد رهنا پڑتا تھا ۔ اور سوائے ان ذمیوں کی مال گزاری کے جن کے کاشتکار عیسائی اور مالک وہ خود تھے انھیں اور کوئی محصول نہیں دینا پڑتا تھا بقیہ شہری عربوں کو دیگر باشندگان شہر کی طرح عشر ادا کرنا پڑتا تھا اور سوائے ان میں جو خاندان اور کنبے والے ہوتے انھیں شامیوں کی طرح جنگ میں شریک ھونا پڑتا اور اس کا کوئی

صلہ یا معاوضہ نہیں دیا جاتا ان کے ساتھ وہی سلوک کیا جاتا جس کا ذکر گزشتہ اوراق میں کیا گیا ۔ باشندگان شہر کو جنگی خدمات کے لئے نام درج کرانا لازمی تھا ۔

فوجی لباس فرانسیسی وضع کا رائج تھا لیکن بعد میں اس میں کچھ تبدیلی کر لی گئی تھی ، یعنی پورے جسم کی زرہ اور ڈھال بڑے بڑے خود ، چوڑے نیزے ، موٹی زین اور پس پشت جھنڈیاں استعمال کی جاتی تھیں ، مگر بعد میں مختصر جوشن ، باریک دھار کی تلوار ، عربی ڈھال ، سادے تیر اور لچکدار نیزے کام میں لائے جاتے تھے (۳۸) ۔

تعمیر

فن تعمیر میں اسپین کے عرب بہت دلچسپی رکھتے تھے انہوں نے فن تعمیر میں قدیم کلیساؤں کے طرز تعمیر کو نئی شکل دینے کی کوشش کی ۔ بقول ڈاکٹر جوزف ہیل :

عربوں نے مشرقی اور مغربی آرٹ کے امتزاج سے ایک نئی چیز ۔ جو انتخاب اور ترکیب کا نتیجہ تھی ، پیدا کی اور اسے اپنی طرف سے ایک جداگانہ صورت دیدی چنانچہ یہ جدید آرٹ ایک طرف تو عربوں کے اعلی مذاق کی مظہر ہے دوسری طرف ایرانی ، قبطی اور بازنطینی کاریگروں کے اشتراک عمل کا نتیجہ ہے ۔

جامع قرطبہ ، اور غرناطہ کا ,,قصر الحمراء ،، اسی آرٹ اور فن تعمیر کا نمونہ ہیں ۔ قصر الحمراء کی تعمیر **۱۲۲۲** میں محمد الاحمر کے ہاتھوں شروع ہوئی ابو عبداللہ محمد ثالث ، ابو الحجاج یوسف اور محمد غنی باللہ نے اسے خاص طور سے وسعت دی (۳۹) عیسائیوں کے عہد میں اس کی اکثر عمارات کو نقصان پہنچا ۔ **۱۰۱۸ء** میں اس کی بڑی مسجد کو مسمار کر دیا گیا ۔ اس محل کا جو بھی حصہ

باقی ہے وہ چودھویں صدی عیسوی کا تعمیر شدہ ہے جس میں اندلسی آرٹ اپنے انتہائے کمال پر نظر آتا ہے اس کے قدیم ترین حصہ میں ایک چھوٹے سے صحن کے ساتھ ایک اونچی سی دیوار بنی ہوئی ہے جس کی سطح پر اعلی درجہ کی آرائش موجود ہے لیکن وہ صحن جو مہندی کے تختوں سے آراستہ ہے اس سے بالکل مختلف ہے۔ اس میں جو سنگین برج ، ,,برج قمر ،، ہے اس کی دیواروں کے سادہ سطحات عربوں کی جنگی قوت کی آخری علامت ہیں ۔

تعلیمی مراکز

سلطنت غرناطہ میں دو قسم کے مدارس قائم تھے ۔ ایک تو ابتدائی جن میں عموماً غرباء کے بچوں کے لکھنے پڑھنے اور دینیات کی تعلیم کا انتظام تھا دوسرے اعلی مدارس جہاں تمام اعلی مضامین پڑھائے جاتے تھے ، یورپ کی وحشی اقوام کے شائقین ہزاروں کی تعداد میں آ کر وہاں نور علم سے بہرہ ور ہوتے تھے ۔ مشہور مائیکل اسکاٹ اور میور یہیں کے نکلے ہوئے فرزند تھے ، کہا جاتا ہے کہ سلطنت غرناطہ میں ستر عام کتب خانے سترہ کالج اور دو سو ابتدائی مدرسے قائم تھے ۔ ان اداروں سے ایسے ادیب ، مورخ ، محدث اور سائنس داں نکلے اور انہوں نے اپنے کمالات دنیا کے سامنے پیش کئے جس کی وجہ سے غرناطہ کی یونیورسٹی کا نام روشن ہو گیا تھا اور جسے آج بھی تاریخ میں اہم مقام حاصل ہے جہاں تک ان اداروں کے انتظام و اہتمام کی بات ہے۔ یہ ایک ریکٹر کے سپرد ہوتا تھا جس کا انتخاب عام طور پر وقت کے دانشور علماء میں سے ہوتا تھا اور اس تقرری میں مذہب کا کوئی خیال نہیں کیا جاتا تھا ۔ یہودی اور عیسائی عالم بھی اس عہدے پر برابر ممتاز ہوئے تھے ۔

حوالہ جات

۱ ـ واٹ ، منٹگمری : اے ہسٹری آف اسلامک اسپین ، ص ۳۱ (انگریزی)

۲ ـ احمد المقری : نفح الطیب ، ج ۴ ، ص ۱۱۷

۳ ـ اے پولیٹکل ہسٹری آف مسلم اسپین امام الدین ، ص ۱۰۳

۴ ـ ابن الخطیب : الاحاطہ ، تحقیق محمد عبداللہ عنان

۵ ـ الاحاطہ فی اخبار غرناطہ ، تحقیق محمد عبداللہ عنان ،

٦ ـ کتاب العبر : ابن خلدون ج ۴ : ۲۵۲ ـ ۲۸۱ ـ مطبوعہ لبنان ، ۱۹۵۸ء ، تاریخ افتتاح الأندلس ابن القوطیہ ، ۱۸٦۸ ، پی ، کے ہٹی ، (انگلش ایڈیشن لندن ۱۹۵۱)

۷ ـ ابن القوطیہ ، الزخیرۃ فی محاسن اهل الجزیرہ ، ابن القاهرہ ۱۹۳۲ ء ابن خلدون ج ۴ : ۲۵۲ ـ ۲۸۱ ، اسپانوی اسلام ، دوزی (انگلش ایڈیشن) لندن ۱۹۷۲ء

۸ ـ نفح الطیب ، المقری ، مصر ۱۹۴۹ء اور اے ہسٹری آف اسلامک اسپین ؛ واٹ منٹگمری ، ص ۸۲

۹ ـ المعتمد : دیوان ، مطبوعہ قاہرہ ۱۹۵۱ ء

۱۰ ـ تاریخ اندلس ـ محمد عبداللہ عنان ، ص ۲۸ ـ ۲۸ ، القاهرہ ۱۹۵۸ء ، ابن خلدون ۴ : ۳۳٦ ـ ۳٦۰ ، ابو الغداء ، المختصر فی اخبار البشر، قاہرہ ـ

۱۱ ـ ہٹی ، پی ، کے ، ہسٹر آف دی عربس ((انگریزی) ص ٦۳۲

۱۲ ـ تاریخ اُندلس ص : ٦۲ ـ ۷۳ ابن خلدون ۴ : ٦ ـ ۳ بغیة الملتمس فی تاریخ رجال الاندلس ، ابو جعفر ضبی

۱۳ ـ ایضاً

۱۴ ـ ابن خلدون ۴ : ۳٦۱ ـ ۳٦۵ ، محمد عبداللہ عنان ص : ۱۸٦ ـ ۳۲۷ ، الذخیرہ ، نفح الطیب ، پی ، کے ہٹی : ہسٹری آف دی عربس (انگریزی) ص ۵۳٦ ـ

۱۵ ـ سید امیر علی : اسپرٹ آف اسلام ـ

۱٦ ـ المصدر نفسہ

۱۷ ـ دیکھئے اللمحة البدریة فی الدولة النصریة ابن خطیب القاهرہ ۱۳۴۷

۱۸ ـ Gayangos, Pascual DE : The History of Muhammaden Dynasties in spain, London 1840—43 P. 114

۱۹ ـ Watt Montgomery. W. A History of Muslim Spain, P. 163.

۲۰ ـ ابن الخطیب : الاحاطہ تحقیق محمد عبداللہ عنان (عربی)

۲۱ ـ الدولة النصریة ، ابن خطیب : ۸۹

۲۲ ـ ابن الخطیب : الاحاطہ فی اخبار غرناطہ ، تحقیق محمد عبداللہ عنان (عربی)

۲۳ ـ ابن الخطیب : الاحاطہ فی اخبار غرناطہ ، ج ۱ : ص ۲۹

۲۴ ـ الاحاطہ ج ۱ ـ ۱۴

۲۵ ـ جبل شلیر یہ لاطینی قدیم زبان کا لفظ Solorius یا Mons Solorius ہے جس کے معنی جبل شمس کے ہیں جس پر ہمیشہ برف جمی رہتی ہے آج کل اس کو Sierra Neyda (نیفادا) کہتے ہیں ـ

٢٦ ـ الاحاطه ص ٣ ـ ١

٢٧ ـ المُقتبس فی تاریخ رجال الاندلس : لضبی

٢٨ ـ دریائے شنیل یا جنیل Genil جو غرناطه سے ۵ کلو میٹر جنوب مغرب میں بہتا ہے۔

٢٩ ـ تحفة النظار ـ ایچ ، اے آرگب ص ٣١٥

٣٠ ـ المقری ج ٢ : ٢٧ ، واخبار الاندلس ج ١ : ٢٣١

٣١ ـ محمد عبدالله عنان : نهایة الاندلس

٣٢ ـ مشاهدات لسان الدین ، مطبوعه جامعه الاسکندریه ١٩٥٨ والاحاطه ص ١٣٨ ـ ١٣٩
یشتمل سودها و ماوداءه من الارحاء الطاحنة بالماء علی مانیف علی مائة و ثلاثین رحی ص ١٣٩

٣٣ ـ ایضاً P. K. Hitti: History of the Arabs P. 528

٣٤ ـ ایضاً

٣٥ ـ ابن الخطیب : الاحاطه اور مشاهدات لابن الخطیب

٣٦ ـ نفح الطیب : احمد المقری اور الاحاطه ، ج ١

٣٧ ـ Immamuddin : Sorve Aspects of Socis Economic History of Muslim Spain

٣٨ ـ Joseph Hell: The Arab Civilization, P. 111

٣٩ ـ مقدمه محمد عبدالله عنان الاحاطه ـ P. K. Hitti: History of the Arabs P. 50

★★★

نموذج كتابة رمزيه على هيئة كمثري بخط ثلثي . وكتب في الاوراق « اعوذ بالله ... » و « بسم الله ... » ، كتبها الخطاط هاشم محمد البغدادي على غرار بسملة الشيخ عزيز الرفاعي .